کیا پاکستان واقعی ایک زرعی ملک ہے؟

تحریر: ذوالفقار حیدر

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ یہاں کُل رقبے کے ۳۹.۵ فیصد حصے پر مختلف فصلیں، سبزیاں اور پھل کاشت کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف جانوروں کو پال کر دودھ، گوشت اور دیگر مصنوعات پیدا کی جاتی ہیں۔ زراعت سے حاصل کردہ زرِمبادلہ مجموعی ملکی پیداوار کا ۲۱ فیصد بنتا ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک اور زراعت کے مطابق گندم، کپاس، گنا، آم، کھجور، کنو اور مالٹوں کی پیداوار کے لحاظ سے پاکستان دنیا کے پہلے دس ممالک میں شامل ہوتا ہے۔ دودھ کی پیداوار کے لحاظ سے پاکستان حال ہی میں تیسرے نمبر پر آ گیا ہے جبکہ حلال گوشت خصوصاً مٹن کی پیداوار کے لحاظ سے بھی پاکستان دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل کرتا جا رہا ہے۔

اب یہ تو سب اچھی اچھی باتیں ہوگئیں۔ یقیناً یہ سب جان کر ہمیں خوشی ہوئی کہ ہمارا ملک زراعت کے اعتبار سے دنیا میں کچھ مقام ضرور رکھتا ہے۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ پاکستان اس مقام کو کیسے برقرار رکھتا ہے یا بہتر بنا سکتا ہے؟ خصوصاً جب ہم اپنے ملک میں پیدا ہونے والی مختلف فصلوں کی پیداوار کا موازنہ دوسرے ممالک سے کریں تو معلوم ہوتا ہے پاکستان اس لحاظ سے کافی پیچھے ہے۔ پاکستان میں پیدا ہونے والی فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار دوسرے ممالک میں پیدا ہونے والی فصلوں سے کافی کم ہے باوجود اس کے کہ یہاں کی آب و ہوا اور دیگر قدرتی وسائل مختلف فصلوں کی پیداوار کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ یقیناً ہم تحقیق کے ذریعے اپنی فصلوں کی پیداوار کو بڑھا سکتے ہیں اور دنیا کے بہترین ممالک کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں، مگر ہمیں ایسے کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یقیناً وہ تمام سرکاری ادارے جن کا کام زرعی پیداوار کے اضافے کے لئے تحقیق کرنا ہے وہاں بیٹھے افراد یہی کچھ سوچ رہے ہیں کہ کیا ضرورت ہے! تبھی ہم اپنا بنا بنایا مقام بھی کھوتے جا رہے ہیں۔

اب آپ چاول ہی کی مثال لے لیجیے پاکستانی کرنل باسمتی چاول پوری دنیا میں پاکستان کی پہچان تھا۔ یہاں کا چاول اپنے منفرد ذائقے اور خوشبو کے لحاظ سے پوری دنیا میں اپنی مثال آپ تھا مگر پچھلے چند سالوں میں عالمی سطح پر چاول کی قیمتوں میں کمی اور دوسرے ممالک خصوصاً بھارت سے درآمد ہونے والے چاول کے معیار میں بہتری کی وجہ سے آہستہ آہستہ پاکستانی چاول کی درآمدات میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ بھارت کا عالمی سطح پر پاکستان کی جگہ لینے کی ایک بڑی وجہ تحقیق کے ذریعے چاول کے معیار میں بہتری ہے۔ مگر افسوس کے ملک میں چاول کی بہتری کے لئے قائم کردہ ادارے خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کو تیار ہی نہیں۔

اسی طرح پاکستان دودھ کی پیداوار کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر آ چکا ہے۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس میں پاکستان نے پچھلے چند سالوں میں مسلسل ترقی کی ہے اور اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ حکومت اس شعبے کی بہتری کیلئے کام کرتی دکھائی دیتی ہے، خصوصاً پنجاب کے مختلف علاقوں میں کسانوں کو اس سلسلے میں بہت سی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ مگر اس شعبے کا موازنہ دنیا کے دیگر ممالک سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی جانوروں کی نسلوں کی بہتری کیلئے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیا۔ اس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پاکستان میں دودھ دینے والے جانور کی اوسط پیداوار سات سے آٹھ کلو روزانہ ہے جبکہ عالمی سطح پر ایک جانور کی اوسط پیداوار پچیس سے تیس کلو کے درمیان ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں پیدا ہونے والے دودھ کا محض چار سے پانچ فیصد مکمل عمل سے گزارا جاتا ہے اور باقی کا دودھ نامناسب حالات میں لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے جس سے صحت کے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح پاکستان میں پیدا ہونے والے بہت سے پھل جیسا کہ آم، آڑو اور مالٹا، کنو وغیرہ عالمی سطح پر بہت پسند کیے جاتے ہیں۔ یقیناً یہ بات پوری قوم کیلئے قابلِ فخر ہے مگر پھر وہی خدشہ رہتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہم ان پھلوں کے معیار کو بہتر بنانے میں ناکام ہو جائیں اور چاول کی طرح کوئی اور ملک ہماری جگہ نا لے لے۔

یہ ضروری ہے کہ پاکستان ایگریکلچر ریسرچ کاؤنسل (پی اے آر سی) اور نیشنل ایگریکلچر ریسرچ سنٹر (این اے آر سی) اور دیگر قومی اور صوبائی ادارے خوابِ غفلت سے جاگیں اور ملک میں زراعت کی ترقی کیلئے کچھ کریں ورنہ سی ڈی اے کے این اے آر سی کی جگہ پر رہائشی کالونی بنانے کے فیصلے پر کسی کو افسوس نہیں ہوگا۔ یقیناً کسی باہر کے ملک میں جب کوئی پاکستانی آم یا باسمتی چاول کی تعریف کرتا ہے تو اپنا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ ہمیں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ہم سے یہ سوال نا پوچھیں کیا ہم واقعی ایک زرعی ملک ہیں؟

مصنف انڈویجوئل لینڈ پاکستان مین پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں:
info@individualland.com